U16217. 23-12-09

Title - MUNTAKHBAAT MEER (Part-3).

Creator - Meer Taqi Meer.

Publisher - Anwaar Mohammadi (Lucknow).

Date - N.A.

Pages - 34

Subject - Urdu Shayari - Intikhab - Meer Taqi Meer.

طبقۂ سوم
منتخبات میر
مطبوعہ انوار محمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہنگامہ گرم کن جو دل ناصبور تھا
پیدا ہر ایک نالہ سے شور نشور تھا

پہنچا جو آپ کو تو مین پہنچا خدا کے تئین
معلوم اب ہوا کہ بہت مین بھی دور تھا

مجلس مین رات ایک تری پرتوی بغیر
کیا شمع کیا پتنگ ہر اک بیحضور تھا

ہم خاک مین ملے تو ملے لیکن اے سپہر
اوس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا

ق

کل پانو ایک کاسۂ سر پر جو آگیا
یکسر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا

کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہ بیخبر
مین بھی کبھو کسو کا سر پر غرور تھا

آیا تو سہی وہ کوئی دم کے لئے لیکن
ہونٹون پہ مری جب نفسِ بازپسین تھا

اب کوفت سے ہجران کی جہان تن پہ رکھا ہاتھ
جو درد و الم تھا سو کہے تو کہ وہین تھا

مسجد مین امام آج ہوا آکے کہان سے
کل تک تو یہی میر خرابات نشین تھا

لطف اگر یہہ ہے بتان صندل پیشانی کا
حسن کیا صبح کے پہر چہرۂ نورانی کا

جان گہبراتی ہے اندوہ سے تن مین کیا کیا
تنگ احوال ہے اس یوسف زندانی کا

بت پرستی کو تو اسلام نہین کہتے ہین
معتقد کون ہے میر ایسی مسلمانی کا

اس عہد مین الٰہی محبت کو کیا ہوا
چہوڑا وفا کو اون نے مروت کو کیا ہوا

امیدوار وعدۂ دیدار مر چلے
آتے ہی آتے یارو قیامت کو کیا ہوا

بخشش نے مجکو ابر کرم کی کیا خجل
اے چشم جوش اشک ندامت کو کیا ہوا

جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف
اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

تہی صعب عاشقی کی بدایت ہی میر پر
کیا جانیے کہ حال نہایت کو کیا ہوا

الٹی ہو گئین سب تدبیرین کچہہ نہ دوا نے کام کیا
دیکہا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا

عہد جوانی رو رو کاٹا پیری مین لین آنکہین موند
یعنی رات بہت تہے جاگے صبح ہوئی آرام کیا

ناحق ہم مجبورون پر یہہ تہمت ہی مختارون کی
چاہتے ہین سو آپ کرین ہین ہمکو عبث بدنام کیا

چمن مین گل نے جو کل دعوی جمال کیا
جمال یار نے مُنہ اوسکا خوب لال کیا

رہی تہی دم کی کشاکش گلے مین کچہہ باقی
سو تیری تیغ نے جہگڑا ہی انفصال کیا

بہار رفتہ پہر آئے ترے تماشے کو
چمن کو یمن قدم نے ترے نہال کیا

جواب نامہ سیاہی کا اپنی ہی وہ زلف
کسو نے حشر کو ہم سے اگر سوال کیا

لگا نہ دل کو کہین کیا سُنا نہین تو نے
جو کچہہ کہ میر کا اس عاشقی نے حال کیا

دیکھیگا جو تجھ رو کو سو حیران رہیگا — وابستہ ترے مو کا پریشان رہیگا

دل دینے کی ایسی حرکت اون نے نہین کی
جبتک جیے گا میر پشیمان رہیگا

جس سر کو غرور آج ہی یہان تاجوری کا — کل اوس پہ یہین شور ہی پھر نوحہ گری کا
آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت — اسباب لٹا راہ مین یہان ہر سفری کا

ٹک میر جگر سوختہ کی جلد خبر لے
کیا یار بھروسا ہے چراغ سحری کا

منھ تکا ہی کرے ہے جس تس کا — حیرتی ہے یہ آئینہ کس کا

شام سے کچھ بجھا سا رہتا ہوں
دل ہوا ہے چراغ مفلس کا

آباد جسمین تجھکو دیکھا تھا ایک مدت — اوس دل کی مملکت کو اب ہم خراب دیکھا

لیتے ہی نام اوسکا سوتے سے چونک اوٹھے ہو
ہے خیر میر صاحب کچھ تمنے خواب دیکھا

فرہاد ہاتھ تیشے پہ ٹک رہ کے ڈالتا — پتھر تلے کا ہاتھ ہی اپنا نکالتا

یہ سر تہی سے گو ہی ہے میدان عشق کا
پھرتا تھا جن دلون مین تو گیند سے اوچھالتا

مر رہتے جو گل بن تو سارا یہ خلل جاتا — نکلا ہی نہ جی ورنہ کانٹا سا نکل جاتا
بن پوچھے کرم سے وہ جو بخش نہ دیتا تو — پرسش مین ہماری ہی دن حشر کا ڈھل جاتا

مارا گیا تب گزرا بوسے سے ترے لب کے
کیا میر بھی لڑکا تھا باتو مین بہل جاتا

یار وسے یار و لا یا اپنی تو یون ہی گذری   کیا ذکر ہم صفیر اون یاران شادمان کا

پوچھو تو میر سے کیا کوئی نظر پڑا ہے
چہرہ اوتر رہا ہے کچھ آج اوس جوان کا

ہمارے آگے ترا جب کسو نے نام لیا   دل ستم زدہ کو ہمنے تھام تھام لیا

مرے سلیقے سے میری نبھی محبت مین
تمام عمر مین ناکامیون سے کام لیا

شب درد و غم سے عرصہ مرے جی پہ تنگ تھا   آیا شب فراق تھی یا روز جنگ تھا

مت کر عجب جو میر ترے غم مین مرگیا
جینے کا اس مریض کے کوئی بھی ڈھنگ تھا

دل سے شوق رخ نکو نہ گیا   جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا
دلمین کتنے مسودے تھے ولی   ایک پیش اسکے روبرو نہ گیا

سب گئے ہوش و صبر و تاب و توان
لیکن اے داغ دل سے تو نہ گیا

مہر کی تجھسے توقع تھی ستمگر نکلا   موم سمجھے تھے ترے دلکو سو پتھر نکلا

ہمنے جانا تھا لکھیگا تو کوئی حرف اے میر
پر ترا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا

گزرا بنائے چرخ سے نالہ پگاہ کا   خانہ خراب ہو جیو اس دل کی چاہ کا
آنکھون مین جی مرا ہے ادھر دیکھتا نہین   مرتا ہون مین تو ہائے رے صرفہ نگاہ کا

یک قطرہ خون ہو کے پلک سے ٹپک پڑا
قصہ یہہ کچھ ہوا دل غفران پناہ کا

کوہ بیستون کو ٹال دے آگے سے کوہکن — سنگ گرانِ عشق اوٹھایا نجایگا

یاد اوسکی اتنی خوب نہین میر باز آ
نادان پہرہ جی سے بہلا یا نجایگا

ہم فقیرون سے بے ادائی کیا — آن بیٹھے جو تمنے پیار کیا

سخت کافر تہا جن نے پہلے میر
مذہب عشق اختیار کیا

سحر گہ عید مین دور سبو تہا — پر اپنے جام مین تجھ بن لہو تہا
غلط تہا آپ سے غافل گزرنا — نہ سمجھے ہم کہ اس قالب مین تو تہا
گل و آئینہ کیا خورشید و مہ کیا — جدہر دیکھا ادہر تیرا ہی رو تہا

مگر دیوانہ تہا گل بہی کسو کا
کہ پیراہن مین سو جاگہہ رفو تہا

ابتدائے عشق مین روتا ہے کیا — آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا
غیرت یوسف ہی یہہ وقت عزیز — میر اسکو رائگان کہوتا ہے کیا

ولہ

محبت کا جب روز بازار ہوگا — بکینگے سر اور کم خریدار ہوگا

نپٹ چھپ اپنی مجلس مین ہے میر بہی یان
جو ہوگا تو جیسے گنہگار ہوگا

قدر رکہتے نہ تہے متاع دل — سارے عالم مین مین دکہا لایا
سب پہ جس بار نے گرانی کی — اوسکو یہہ ناتوان اوٹھا لایا
دل مجھے اوس گلی مین لیجا کر — اور بہی خاک مین ملا لایا

اب تو جاتے ہین بتکدے سے میر
پہر ملینگے اگر خدا لایا

برقع اٹھے پہ اوسکی ہوگا جہان روشن
خورشید کا نکلنا کیونکر چہپا رہیگا

اک وہم سے رہی ہے اپنی نمود تن مین
آتی ہو اب تو آؤ پہر ہم مین کیا رہیگا

تفحص فائدہ ناصح تدارک تجہسی کیا ہوگا
وہی پاویگا میرا درد دل جسکا لگا ہوگا

معیشت ہم فقیرون کی سی اخوان زمان سے کر
کوئی گالی بہی دے تو کہہ بہلا بہائی بہلا ہوگا

ہے حال جائے گریہ جان پر آرزو کا
روئے نہ ہم کبہی ٹک دامن پکڑ کسو کا
جاتی نہین اوٹہائی اپنی یہ خشونت
اب رہ گیا ہے آنا میرا کبہو کبہو کا
بہ عیش گہ نہین ہے یان رنگ اور کچہ ہی
ہر گل ہے اس چمن مین ساغر بہرا لہو کا

وہ پہلی التفاتین ساری فریب نکلین
دینا نہ تہا دل اوسکو مین میر آہ چوکا

متروک مستقل
پہلی التفاتین پہلی التفات

کچہ مین نہین اس دل کی پریشانی کا باعث
برہم ہے مرے ہاتھ لگا تہا یہہ رسالا

جس گہر مین ترے جلوے سے ہو چاندنیکا فرش
وان چادر مہتاب ہے مکڑیکا سا جالا

81

دنیا و دین کے جانب میلان ہو تو کہیی
کیا جانیے کہ اوس بن دل ہی کدہر ہمارا
یون دو رسے کہڑی ہو کیا معتبر ہے رونا
دامن سے باندہ دامن ابر تر ہمارا
جون صبح اب کہان ہے طول سخن کی فرصت
قصہ ہے کوئی دم کو ہے مختصر ہمارا

اس کارواں سرا میں کیا بار میر کھولیں
یاں کوچ لگ رہا ہے شام و سحر ہمارا

غم رہا جب تک کہ دم میں دم رہا ‏ ‏ ‏ دل کے جانے کا نہایت غم رہا
حسن تھا تیرا بہت عالم فریب ‏ ‏ ‏ خط کے آنے پر بھی اک عالم رہا
اسکی لب سے تلخ ہم سنتے رہے ‏ ‏ ‏ اپنے حق میں آب حیواں سم رہا
میرے رونے کی حقیقت جس میں تھی ‏ ‏ ‏ ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا

صبح پیری شام ہونے آئی میر
تو نہ چیتا یاں بہت دن کم رہا

چور میں دل کے وہ ہنر کر گیا ‏ ‏ ‏ دیکھتے ہی آنکھوں میں گھر کر گیا
کس کو میرے حال سے تھی آگہی ‏ ‏ ‏ نالۂ شب سب کو خبر کر گیا

گو نہ چلا تا شر دشنہ نگاہ
اپنے جگر سے تو گزر کر گیا

داماں کوہ میں جو میں ڈاڑھ مار رویا ‏ ‏ ‏ ایک ابر واں سے اوٹھ کر بےاختیار رویا
پڑتا تھا بہر وسا عہد و وفاے گل پر ‏ ‏ ‏ مرغ چمن نہ سمجھا میں لو ہزار رویا
ہر گلشن میں یہاں کی رونی ہی کی جگہ تھی ‏ ‏ ‏ مانند ابر ہر جا میں زار زار رویا

تھیں مصلحت کہ رک کر ہجراں میں جان دیجے
دل کھول کر نہ غم میں میں ایکبار رویا

سر سری تم جہاں سے گزرے ‏ ‏ ‏ ورنہ ہر جا جہان دیگر تھا
دل کی کچھ قدر کرتے رہو تم ‏ ‏ ‏ یہ ہمارا بھی ناز پرور تھا
بعد اک عمر جو ہوا معلوم ‏ ‏ ‏ دل اوس آئینہ رو کا گھر تھا

آنکھوں میں جی مرا ہے ادھر یار دیکھنا
عاشق کا اپنے آخری دیدار دیکھنا

کیسا چمن کہ ہمسے اسیروں کو منع ہے
چاک قفس سے باغ کی دیوار دیکھنا

آنکھیں چرائیو نہ تک ابر بہار سے
میری طرف بھی دیدۂ خونبار دیکھنا

اوس خوش نگہ کے عشق سے پرہیز کیجو میر
جاتا ہے لیکے جی ہی یہ آزار دیکھنا

جہان جلوی سی اوس محبوب کی لبریز ہے سب
نظر پیدا کر اول پھر تماشا دیکھ قدرت کا

نگاہ یاس بھی اوس صید افگن پر غنیمت ہے
نہایت تنگ ہے اے صید بسمل وقت فرصت کا

دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا
اب جس جگہ کہ داغ ہے یاں آگے درد تھا

عاشق ہیں ہم تو میر کے بھی ضبط عشق کے
دل جل گیا تھا اور نفس لب پہ سرد تھا

عطر آگین ہے باد صبح مگر
کھل گیا پیچ زلف خوشبو کا

ایک دو ہوں تو سحر چشم کہوں
کارخانہ ہے واں تو جادو کا

ولہ

سمند ناز نے اوسکو جہان کیا پامال
وہی ہے اب بھی اوسی شوق ترکتازی کا

خدا کو کام تو سونپے ہیں میں نے سب لیکن
رہے ہے خوف مجھے واں کی بے نیازی کا

یار عجب طرح نگہ کر گیا
دیکھنا وہ دل میں جگر کر گیا

تنگ قبائے کا سماں یاس کے
پیرہن غنچہ کو تہ کر گیا

وصف خط و خال میں خوباں کی میر
نامۂ اعمال سیہ کر گیا

ولہ

آوارگان عشق کا پوچھا جو مین نشان
مشت غبار لے کی صبا نے اوڑا دیا

گویا محاسبہ مجھے دینا تھا عشق کا
اس طور دل سے چیز کو مینے لگا دیا

بوئے کباب سوختہ آئے دماغ مین
شاید جگر بھی آتش غم نے جلا دیا

ردیف تای فوقانی

سب ہوئے نادم پئے تدبیر ہو جانان سمیت
تیر تو نکلا مرے سینے سی لیکن جان سمیت

تنگ ہو جاویگا عرصہ خفتگان خاک پر
گر ہمین زیر زمین سونپا دل نالان سمیت

باغ کرو کھلا ئینگے دامان دشت حشر کو
ہم بھی وہان آئے اگر مژگان خونافشان سمیت

قیس و فرہاد و روامق عاقبت جی سے گئی
سبکو مارا عشق نے مجھہ خانمان ویران سمیت

جی مین ہے یاد رخ و زلف سیہ فام بہت
رونا آتا ہے مجھے ہر سحر و شام بہت

دل خراشی و جگر چاکی و خون افشانی
ہون تو ناکام پہ رہتی ہین مجھے کام بہت

پھر نہ آئے جو ہوئے خاک مین جا آسودہ
غالباً زیر زمین میر ہے آرام بہت

ابتو چپ لگ گئی ہے حیرت سے
پھر کھلیگی زبان جب کی بات

کسکا روئے سخن نہین اودہر
ہے نظر مین ہماری سب کی بات

ظلم ہے قہر ہے قیامت ہے
غصے مین اوسکے زیر لب کی بات

کہتے ہین آگے تھا بتو نمین رحم
پر خدا جانے ہے یہ کب کی بات

ردیف جیم عربی

آئے ہیں میر منہ کو بنائے خفا سے آج
شاید بگڑ گئی ہے کچھ اوس بیوفا سے آج

تھا جمیں اوس سے ملے تو کیا کیا نہ کہیو میر
پر کچھ کہا گیا نہ غم دل حیا سے آج

ردیف جیم فارسی

کاش اوٹھیں ہم بھی گنہگاروں کے بیچ
ہوں جو رحمت کے سزاواروں کے بیچ

چشم ہو تو آئینہ خانہ ہی دہر
منہ نظر آتا ہے دیواروں کے بیچ

بیٹھنا غیروں میں کب ہے ننگ یار
پھول گل ہوتی ہی ہیں خاروں کے بیچ

ردیف حاء مہملہ

فتنہ اوٹھیگا ورنہ نکل گھر سے تو شتاب
بیٹھے ہیں آ کے طالب دیدار بے طرح

لوہو میں شور بور ہے دامان و جیب میر
بپھرا ہے آج دیدۂ خونبار بے طرح

ردیف الدال المہملہ

نہ پڑھا خط کو یا پڑھا قاصد
آخر کار کیا کہا قاصد

گر پڑھا خط تو تجھ سے حرف نہیں
یہ بھی میرا ہی تھا لکھا قاصد

ردیف راء مہملہ

غیروں سے وہ اشارے ہیں جیسے چھپا چھپا کر
ہر گام ستّرہ تھی تنہائی کی محبت

پھر دیکھنا ادھر کو آنکھیں ملا ملا کر
کہیے تلک تو پہنچے لیکن خدا خدا کر

نخچیر گہ مین تجہسے جو نیم کشتہ چہوٹا
حسرت سے اوسکو آخر یار الله لگا کر

سفر ہستی کا مت کر سرسری جون بادیہ ہر شہر
یہہ سب خاک آدمی تہی ہر قدم پر ٹک تامل کر

نہ وعدہ تیرے آنیکا نہ کچہہ امید طالع سے
دل بیتاب کو کس منہ سے کہون ٹک تحمل کر

سن اے بیدرد گلچین غارت گلشن مبارک ہو
پہ ٹک گوش مروت جانب فریاد بلبل کر

قیامت تہا سمان اُس خشمگین پر
کہ تلوارین چلین ابروکے چین پر

قدم دشت محبت مین نہ رکہہ میر
کہ سر جاتا ہے گام اولین پر

جاتا ہے آسمان لیے کوچہ سے یار کے
آتا ہے جی بہر آ در و دیوار دیکہہ کر

چہین تہا اوس سے ملیے تو کیا کیا نہ کہی میر
پر جب ملے تو رہ گئے ناچار دیکہہ کر

وعدے پرسون کی کن نے دیکہے ہین
دم مین عاشق کا حال ہے کچہہ اور

سہل مت بوجہہ یہہ طلسم جہان
ہر جگہہ یہان خیال ہے کچہہ اور

مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہے
یعنے آگے چلینگے دم لیکر

ضعف یانتک کہنچا کہ صورتگر
رہگئے ہاتہہ مین قلم لیکر

شوق اگر ہے یہی تو اے قاصد
ہم بہی آتے ہین اب رقم لیکر

میر صاحب ہی چوکے اے بدعہد
ورنہ دینا تہا دل قسم لیکر

ردیف زائی معجمہ

ہوتا نہین باب اجابت کا وا ہنوز
بسمل پڑا ہے چرخ پہ میری دعا ہنوز

احوال نامہ بر سے مرا سن کے کہہ اوٹھا
جیتا ہے وہ ستمزدہ مہجور کیا ہنوز

ردیف لام

اللہ رے عندلیب کی آواز دل خراش
جی ہی نکل گیا جو کہا اون نے ہائے گل

بلبل ہزار جی سے خریدار اوسکی ہو
اے گل فروش کچھ تو سمجھ کر بہائے گل

ردیف میم

نہ پھر رکھین گے تیری رہ مین پا ہم
گئی گزری ہین آخر ایسی کیا ہم

کب آگے کوئی مرتا تھا کسی پر
جہا نہین رکھ سکے پر جیم رہنا ہم

تعارف کیا رہا اہل چمن سے
ہوئے اک عمر کے پیچھے رہا ہم

موا جسکے لیے اوسکو نہ دیکھا
نہ سمجھے میر کا کچھ مدعا ہم

ردیف نون

عشق مین جی کو صبر و تاب کہان
اس سے آنکھین لگین تو خواب کہان

خط کے آئے پہ کچھ کہی تو کہی
ابھی مکتوب کا جواب کہان

ہستی اپنی ہے بیچ مین پردہ
ہم نہ ہوویں تو پھر حجاب کہان

عشق کا گھر ہے میر سے آباد
ایسے پھر خانمان خراب کہان

کہیو قاصد جو وہ پوچھے ہمین کیا کرتے ہین
جان و ایمان محبت کو دعا کرتے ہین

اوسکے کوچے مین نکر شور قیامت کا ذکر
شیخ یہان ایسے تو ہنگامے ہوا کرتے ہین

جنس گران کو تجھسے جو لوگ چاہتے ہین
وہ روگ اپنے جی کو ناحق بساہتے ہین

ناموس دوستی سے گردن بندہی ہی اپنی
جیتے ہین جبتلک ہم تب تک نباہتے ہین

سہل اسقدر نہین ہی مشکل پسندی میری
جو تجھکو دیکھتے ہین مجھکو سراہتے ہین

وہ دن گئے کہ راتین نالون سے کاٹتے تھے
بیڈول میر صاحب اب کچھ کراہتے ہین

تربت سے عاشقونکی نہ اوٹھا کبھو غبار
جیسے گئے وے نکلین رازداریان

اب کس کسو اپنی خواہش مردہ کو لیجیے
نہین ہمکو اوس سے سیکڑون امیدواریان

پڑھتے پھرینگے گلیون مین اون ریختون کو لوگ
مدت رہینگی یاد یہ باتین ہماریان

زبان رکھ غنچہ سان اپنے دہن مین
بندھی مٹھی چلا جا اس چمن مین

نہ کھول اے یار میرا گور مین منہہ
کہ حسرت ہی مری جاگہ کفن مین

نہ تجھ بن ہوش مین ہم آئے ساقی
مسافر ہی رہے اکثر وطن مین

نہ تنگ کر اسے اے فکر روزگار کہ مین
دل اس ستم کے لئے مستعار لایا ہون

چلا نہ اوٹھ کے وہین چپکے چپکے پھر تو میر
ابھی تو اوسکی گلی سے پکار لایا ہون

جفائین دیکھ لیان بیوفائیان دیکھین
بھلا ہوا کہ تری سب برائیان دیکھین

بنی نہ اپنی تو اُس جنگ جو سے ہرگز میر
لڑائین جب سے ہم آنکھین لڑائیان دیکھین

بار ہا وعدون کی راتین آئیان — طالعون نے صبح کر دکھلائیان
اُس مشوہ بر ہم زدہ نے بار ہا — عاشقون مین برچھیان چلوائیان
ایک بھی چشمک نہ اوس مہ کی سے کی — آنکھین تارون نے بہت چمکائیان
ایک نے صورت نہ پکڑی پیش یار — دلمین شکلین سیکڑون ٹھہرائیان
روکشی کر اوسکی منھہ بھی چاہیے — ماہ کی چہرہ پہ ہین سب جھائیان
شوق قامت مین ترے اے نونہال — گل کی شاخین لیتے ہین انگڑائیان

پاس مجھکو بھی نہین ہے میر اب
دور پہنچے ہین مری رسوائیان

اب آنکھون مین خون دمبدم دیکھتے ہین — نہ پوچھو جو کچھ رنگ ہم دیکھتے ہین

جو بے اختیاری یہی ہے تو قاصد
ہمین آکے اوسکے قدم دیکھتے ہین

آتا ہے دل مین حال بد اپنا بھلا کہون — پھر آپ ہی آپ سوچ کے کہتا ہون کیا کہون

آوے کے سمجھ جائے صبا باغ سے سدا
گر شمہ اپنی سوز جگر کا مین جا کہون

مزاج اپنا غیور از بس پڑا ہے — ترے غم مین کسی خاطر مین لائین

نظر اسے ابر ابے مست آ سبادا
کہین میری بھی آنکھین ڈبڈبائین

کھووے ہین نیند میری مصیبت بیانیان — تم بھی تو ایک رات سنو یہ کہانیان

تلوار کے تلے ہی گیا عہد انبساط	مر مر کے ہمنے کاٹی ہین اپنی جوانیان

ولہ

خوبان کو اوسکے ساتھ مین دیکھکر	صورت گرون نے کھینچ رکھا ہات کس تئین
سید ہو یا چمار ہو اسجا وفا ہی شرط	کب عاشقی مین پوچھتے ہین ذات کے تئین

آخر کیے یہہ سلوک ہم اب تیرے دیکھکر
کرتے ہین یاد پہلی ملاقات کے تئین

کہون کب تک ہو وہم آنکھون مین ہیکے	نظر آوی ہی گا اب کوئی دم مین

دیا عاشق نے جی تو عیب کیا ہی
یہی میر ایک ہنر ہوتا ہے ہم مین

جب درد دل کا کہنا مین لیکن چاہتا ہون	کہتا ہے بن سنے ہی مین خوب جانتا ہون

شاید نکل ہی آوے دل گم جو ہو گیا ہے
اوسکی گلی مین بیٹھا مین خاک چھانتا ہون

ملنے لگی ہو دیر دیر دیکھیے کیا ہو کیا نہین	تم تو کرو ہو صاحبی بندے مین کچھہ رہا نہین
بوے گل اور رنگ گل دو نو ہین دلکش اے نسیم	لیک بقدر یک نگاہ دیکھیے تو وفا نہین
شکوہ کرون ہون بخت کا اتنے غضب ہو تو	مجھکو خدا نخواستہ تجھسے تو کچھہ گلا نہین
نالہ کیا نکر سنا نوحہ پہ میری عندلیب	بات مین بات عیب ہے مین نے تجھے کہا نہین
ایک فقط ہے سادگی تسپہ بلائے جان ہے تو	عشوہ کرشمہ کچھہ نہین آن نہین ادا نہین

کچھہ عشق مین مرنے کو تو تیار بہت ہین
یہہ جرم ہے تو ایسے گنہگار بہت ہین

بیٹھا اُسکے خاطر مین نقش وفا	ہونین تو اوٹھالے خدا یا ہمین

نہ سمجھی گئی دشمنی عشق کے — بہت دوستون نے جتایا ہمین

کوئی دم کل آ کے ٹک مجلس مین میر
بہت اس غزل پر رُلایا ہمین

جنون میر کی باتین دشت اور گلشن مین جب چلیان
نہ چوب گل سے دم مارا نہ چھڑیان بید کی ہلیان

تفاوت کچھ نہین شیرین وشکر اور یوسف مین
سبھی معشوق گر پوچھے کوئی مصری کی ہین ڈلیان

دوانہ ہو گیا تو میر آخر ریختہ کہکر
نہ کہتا تھا مین اے ظالم کہ یہہ باتین نہین بھلیان

بزم مین جو ترا ظہور نہین — شمع روشن کے منہہ پہ نور نہین
کتنے باتین بنا کر لاون ایک — یاد رہتی تری حضور نہین

فکر مت کر ہمارے جینے کا
تیرے نزدیک کچھہ یہہ دور نہین

تجھی بھی یار اپنا یون تو ہم ہر بار کہتے ہین — ولے کم ہین بہت وہ لوگ جنکو یار کہتے ہین
جس جا کہ خس و خار کی اب ڈھیر لگی ہین — یان ہمنے انہین آنکھون سے دیکھی ہین بہارین

ناچار ہو رخصت جو منگا بھیجے تو بولا
مین کیا کرون جو میر جی خالی ہین سدھارین

یون ہی حیران و خفا جون غنچہ تصویر ہون — عمر گذری پر نجانا مین کہ کیون دلگیر ہون
اتنی باتین مت بنا مجھہ شیفتہ سے ناصحا — پند کے لائق نہین مین قابل زنجیر ہون
سرخ رہتی ہین مری آنکھین لہو رونے سے شیخ — مے اگر ثابت ہو مجھہ پر واجب التعزیر ہون

لکھے ہے کوہ کن کر فکر میری خستہ حالی مین / **ولہ** / الہی شکر کرتا ہون تری درگاہ عالی مین

نگاہ چشم پہ خشم بتان پر مست نظر رکھنا / ملا ہے زہر اسے دل اس شراب پرتگالی مین

خوش نہ آئی تمہاری چال ہمین / یون نہ کرنا تھا پائمال ہمین

حال کیا پوچھ پوچھ جاتے ہو / چاہتے بھی ہو تم بحال ہمین

اوس مہ چاردہ کی دوری سے / دس ہی دن مین کیا ہلال ہمین

موے سہتے سہتے جفا کاریان / کوئی ہمسے سیکھے وفاداریان

فرشتہ جہان کام کرتا نہ تھا / مری آہ نے برچھیان ماریان

نہ بھائی ہماری تو قدرت نہین / کھنچین میر تجھسے ہی یہ خواریان

دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین / وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین

بیقراری جو کوئی دیکھے ہے سو کہتا ہے / کچھ تو ہے میر کہ اک دم تجھے آرام نہین

آرزوئین ہزار رکھتے ہین / تو بھی ہم دل کو مار رکھتے ہین

نہ نگہ نے پیام نے وعدہ / نام کو ہم بھی یار رکھتے ہین

پھر بھی کرتے ہین میر صاحب عشق / ہین جوان اختیار رکھتے ہین

سو جگہہ اوسکی آنکھین پڑتی ہین / جیسے مست شراب ہین دونون

ایک سب آگ ایک سب پانی / دیدہ و دل عذاب ہین دونون

ردیف واو

کہتے ہو اتحاد ہے ہمکو / ہان کہو اعتماد ہے ہمکو

شوق ہو شوق ہی نہین معلوم
اوس سے کیا دل لگا دہی ہمکو

آہ کس ڈہب سی روئیے کم کم
شوق حد سے زیادہ ہی ہمکو

دوستی ایک سی بہی تجہکو نہین
اور سب سی عناد ہے ہمکو

نامرادانہ زیست کرتا تہا
میر کی وضع یاد ہے ہمکو

مبادا آئینہ پہ اوس بت کی طبع آئی ہو
پہر ایک بس ہے وہی گو ادہر خدائی ہو

اس آفتاب سے تو فیض سبکو پہونچی ہی
یقین ہے کہ کچہہ اپنی ہی نارسائی ہو

کہین تو ہین کہ عبث میر نے دیا جی کو
خدا ہی جانے کہ کیا جی مین اوسکی آئی ہو

گرچہ کب دیکہتی ہو پر دیکہو
آرزو ہے کہ تم ادہر دیکہو

عشق کیا کیا ہمین دکہاتا ہی
آہ تم بہی تو اک نظر دیکہو

لطف مجہہ مین بہی ہین ہزارون میر
دیدنی ہون جو سوچ کر دیکہو

آرام ہو چکا مرے جسم نزار کو
رکہے خدا جہان مین دل بیقرار کو

کس کس کی خاک ابکی ملاتی ہے خاکمین
جاتی ہے پہر نسیم اُسے رہگزار کو

ایسا کہان ہے ہمسے جیسا کہ آگے تہا تو
اوروں سے مل کے پیارے کچہہ اور ہو گیا تو

چالین تمام بدہیں سب باتین فریب کی سب
حاصل کہ ای شکر لب اب وہ نہین رہا تو

جاتے نہین اوٹہائے یہہ شور ہر سحر کے
یا اب چمن مین بلبل ہم ہی رہینگی یا تو

تقریب پر بہی تو تو پہلو تہی کرے ہے
وس بار عید آئی کب کب گلی ملا تو

کہہ ساتجہ کی سوائی کرواے میر روکہین کب تک
جیسے چراغ مفلس اک دم مین جل بجھا تو

ردیف الہائ

ہم ہین مجروح ماجرا ہے یہہ
وہ نمک چھڑکے ہے مزا ہے یہہ
آگ تھے ابتدائے عشق مین ہم
اب ہوے خاک انتہا ہے یہہ
بود آدم نمود شبنم ہے
ایک دو دم مین پہر ہوا ہے یہہ
دیکھہ بیدم مجھے لگا کہنے
ہے تو مردہ سا پر بلا ہے یہہ

میر کو کیون نہ مغتنم جانین
اگلے لوگون مین اک رہا ہے یہہ

رات مجلس مین ترے ہم بہی کہڑے تہے چپکے
جیسے تصویر لگا دے کوئی دیوار کے ساتھہ
کسکو ہر دم ہے لہو رونیکا ہجران دماغ
دل کو اک ربط سا ہے دیدۂ خونبار کے ساتھہ

دیکہیے کسکو شہادت سے سرافراز کرے
لاگ تو سبکو ہے اوس شوخ کی تلوار کے ساتھہ

ردیف یائی تحتانی

خانۂ دل سے زینہار نہ جا
کوئی ایسے مکان سے اوٹھتا ہے

یون اوٹھے آہ اوس گلی سے ہم
جیسے کوئی جہان سے اوٹھتا ہے

تاب دل صرف جدائی ہو چکی
یعنی طاقت آزمائی ہو چکی

آج پہر تہا بے حمیت میر وان
کل لڑائی سے لڑائی ہو چکی

رخصت میں کیفیت کہے کیا درد دل ہو گی
آسے لگے تو تم ولیکن وقت اخیر آسے

دلی میں ابکی آکر اون یارون کو نہ دیکھا
کچھ وہ سے گئے شتابی کچھ ہم بہی دیر آسے

گئے جی سے چھوٹے بتو نکی جفا سی
یہی بات ہم چاہتے تھے خدا سے
وہ اپنی ہی خوبی پہ رہتا ہے نازان
مرو یا جیو کوئی اوسکی بلا سے
کوئی ہمسے کھلتے ہین بند اوس قبا کے
یہ عقدے کھلینگے کسو کی دعا سے

نہ شکوہ شکایت نہ حرف و حکایت
کہو میر جی آج کیون ہو خفا سے

کہبکون سے تری چال جو دیکھی ٹھٹک گئی
دل ساکنان باغ سے کے تجہسی اٹک گئی
اندوہ وصل و ہجر نے عالم کہپا دیا
ان دو ہی منزلون مین بہت یار تہک گئی

وہ میگسار ظرف جنہین خم کشی کے تھے
بہر کر نگاہ تو نے جو کی وہین جہپک گئی

بہر چشم آشنہ دار رو تھی کسو کی
نظر اسطرف بہی کبہو تہی کسو کی
سحر پاسے گل بیخود سے ہمکو آئے
کہ اوس سست پیمان مین بو تھی کسو کی

دم مرگ دشوار دی جان اُن سے
مگر میر کو آرزو تھی کسو کی

کسطور ہمین کوئی فریبندہ لبہا سے
آخر ہین تیری آنکہون کی ہم دیکہنے والے
وہ دن گئے جو ضبط کی طاقت تھی ہمین بہی
اب دیدۂ خونبار نہین جاتے سنبہالے

احوال بہت تنگ ہے ای کاش محبت
اب دست تلطف کو مرے سر سے اوٹھالو

عشق مین بے خوف و خطر چاہیے　　جان کے دینے کو جگر چاہیے

شرط سلیقہ ہے ہر اک امر مین
عیب بہی کرنے کو ہنر چاہیے

ہستی اپنی حباب کی سی ہے　　یہہ نمائش سراب کی سی ہے
بار بار اوسکی در پہ جاتا ہون　　حالت اب اضطراب کی سی ہے
مین جو بولا کہا کہ یہہ آواز　　اوسی خانہ خراب کی سی ہے
آتش غم مین دل بہنا شاید　　دیر سے بو کباب کی سی ہے

میر اون نیم باز آنکہون مین
ساری مستی شراب کی سی ہے

اوسکی ایفائے وعدہ تک نہ جیے　　عمر نے ہم سے بیوفائی کی
وصل کے دن کی آرزو ہی رہے　　شب نہ آخر ہوئی جدائی کی
اسی تقریب اس گلی مین رہے　　منتین ہین شکستہ پائی کی

زور و زر کچہہ نہ تہا تو بارے میر
کس بہروسے پہ آشنائی کی

رنج کہینچی تہے داغ کہائے تہے　　دل نے صدمے بڑے اوٹہائے تہے
پاس ناموس عشق تہا ورنہ　　کتنے آنسو پلک تک آئے تہے

میر صاحب رولا گئے سبکو
کل وہ تشریف یان بہی لائے تہے

گہٹا شمع سان کیون نجاؤن جلا　　تب غم جگر کو مرے کہا گئے
کوئی رہنے والے ہے جان عزیز　　گئے گر نہ امروز فردا گئے

کیا پاس بلبل خزان نے نہ کچھ
گل و برگ بیدرد و پھیلا گئی

ہوئے سامنے یون تو اک ایک کے
ہمین سے وہ کچھ آنکھ شرما گئی

سینے سے تیر اوسکا جی کو تو لیتا نکلا
پر ساتھ ساتھ اسکے نکلے اکر آفرین بھی

کس کس کا داغ دیکھین یارب غم بتان مین
رخصت طلب ہے جان بھی ایمان اور دین بھی

پینے جو بیکسانہ مجلس مین جان کھوئی
بلبل کی بیکلی نے شب بیدماغ رکھا
سر پر کھڑے ہو شب شمع خوب روئی
سونے دیا نہ ہمکو ظالم نہ آپ سوئے

اس ظلم پیشہ کی یہہ رسم قدیم ہیگی
غیرون پہ مہربانی یارون سے کینہ جوئی

دو دن سے کچھ بنی تھی سو پھر شب بگڑ گئی
صحبت ہماری یار سے بیڈھب بگڑ گئی

باہم سلوک تھا تو اوٹھاتے تھے نرم گرم
کاہے کو میر کوئی دبے جب بگڑ گئی

اے حب جاہ والو جو آج تاجور ہے
کل اوسکو دیکھیو تم نے تاج ہے نہ سر ہے
اے ہمصفیر بے گل کسکو دماغ نالہ
مدت ہوئی ہماری منقار زیر پر ہے
شمع اخیر شب ہون سن سرگذشت میری
پھر صبح ہوتے تک تو قصہ ہی مختصر ہے
اب رحم پر اسی کے موقوف ہے کہ یان تو
نے اشک مین سرایت نے آہ مین اثر ہے

آفت رسیدہ ہم کیا سر کھینچین اس چمن مین
جون نخل خشک ہمکو نے سایہ نے ثمر ہے

کچھ موج ہوا پیچان اے میر نظر آئے
شاید کہ بہار آئے زنجیر نظر آئے

کل وعدہ گاہ مین سے جون تون کے ہمکو لائے
ہونٹون پہ جان آگئے پر آہ وہ نہ آئے

زخمون پہ زخم جہیلے داغون پہ داغ کہائے
اک قطرہ خون دل نے کیا کیا ستم اوٹہائے

برسون ہنسین پلک سے تا ہم تلک پہنچین
پہرتی ہین وہ نگاہین پلکون کے سائے سائے

پر کی بہار مین جو محبوب جلوہ گر تہے
سو گردش فلک نے سب خاک مین ملائے

ہر قطعہ چمن پر ٹک گاڑ کر نظر کر
بگڑین ہزار شکلین تب پہول کی بنائے

اک حرف کی بہی مہلت ہمکو نہ دی اجل نے
تہا جی مین آہ کیا کیا پر کچہہ نہ کہنے پائے

آگے بہی تجہہ سے تہا یان تصویر کا سا عالم
بیدردی فلک نے وہ نقش سب مٹائے

غالب کہ دل خستہ شب ہجر مین مرجائے
یہہ رات نہین وہ جو کہانی مین گزر جائے

ہے بتکدہ سے منزل مقصود نہ کعبہ
جو کوئی تلاشی ہو ترا آہ کدہر جائے

ہر صبح تو خورشید ترے منہ پہ چڑہی ہے
ایسا نہو یہہ سادہ کہین جیسے اتر جائے

یاقوت کوئی انکو کہے ہے کوئی گلبرگ
ٹک ہونٹہ ہلا تو بہی کہ اک بات ٹہر جائے

ہم تازہ شہیدون کو نہ آ دیکہنے نازان
دامن کے تری زہ کہین لوہو مین بہر جائے

اس ورطہ سے تختہ جو کوئی پہنچے کنارے
تو میر وطن میرے شاید یہہ خبر جائے

طاقت نہین ہے دل مین نے جی بجا رہا ہے
کیا ناز کر رہے ہو اب ہم مین کیا رہا ہے

جیب اور آستین سے رونیکا کام گزرا
سارا نچوڑا تبو دامن پہ آ رہا ہے

کاہیکا پاس اب تو رسوائی دور پہنچی
راز محبت اپنا کس سے چہپا رہا ہے

گرد رہ اوسکی یارب کس اور سے اوٹہی گی
سو سو غزال ہر سو آنکہین لگا رہا ہے

تڑپنا بھی دیکھا نہ بسمل کا اپنے
مین کشتہ ہون انداز قاتل کا اپنے
پنہان مین رکھین بنئے عالم مین کیا کیا
ہون بندہ خیالات باطل کا اپنے

جن جن کو تھا یہ عشق کا آزار مر گئے
اکثر ہمارے ساتھ کے بیمار مر گئے
یون کانون کان گل نے نہ جانا چمن مین آہ
سر کو پٹک کے ہم پس دیوار مر گئے
صد کاروان وفا ہے کوئی پوچھتا نہین
گویا متاع دل کے خریدار مر گئے
گھبرا نہ میر عشق مین اس سہل زیست پر
جب بس چلا نہ کچھ تو مرے یار مر گئے

نہین کھلتی آنکھین تمہاری ٹک کہ مآل پر بھی نظر کرو
یہ جو وہم کی سی نمود ہے اوسے خوب دیکھو تو خواب ہے
تو جہان کی بحر عمیق مین سر پر ہوا نہ بلند کر
کہ یہ پنجروزہ جو بود ہے کسو موج پر کا حباب ہے
رکھو آرزوے مئے خام کے کرو گفتگو خط جام سے
کہ سیاہ کاروں سے حشر مین نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

گر اس چمن مین وہ بھی اک ہی لب پہ ہان ہے
لیکن سخن کا تجھ سے غنچے کو منہ کہان ہے
ہر چند ضبط کرئیے چھپتا ہے عشق کوئی
گزری ہے دل پہ جو کچھ چہرے ہی سے عیان ہے
از خویش رفتہ اوس بن رہتا ہے میر اکثر
کرتے ہو بات کس سے وہ آپ مین کہان ہے

کیا کرون شرح خستہ جانی کی
مین نے مر مر کے زندگانی کی
حال بدگفتنی نہین میرا
تمنے پوچھا تو مہربانی کی

سب کو جانا ہے یون تو پر اے میر
آتی ہے اک تری جوانی کی

جس سے کھوئے تھے نیند میر نے کل
ابتدا ہے وہی کہانی کی

خانقہ کا تو نکر قصد تو اے خانہ خراب
یہی اک رہ گئی ہے بستی مسلمانون کی

دل و دین کیسے کرا وس رہزنی لہا سو اب
یہہ بڑی ہے کہ خدا خیر کری جانون کی

سرگذشتین نہ مری سن کہ اُچٹتی ہے نیند
خاصیت یہہ ہے مری جان ان فسانون کی

نہین وسواس جی گنوانے کے
ہاے رے ذوق دل لگانے کے

میرے تغییر حال پر مت جا
اتفاقات ہین زمانے کے

دم آخر ہی کیا نہ آنا تھا
اور بھی وقت تھے بہانے کے

اس کدورت کو ہم سمجھتے ہین
ڈہب ہین یہہ خاک مین ملانے کے

دل و دین ہوش و صبر سب ہی گئے
آگے آگے تمہارے آنے کے

رہے نگفتہ مرے دل مین داستان میری
نہ اس دیار مین سمجھا کوئی زبان میری

برنگ صوت جرس تجھسے دور ہون تنہا
خبر نہین ہے تجھے آہ کاروان میری

ترے فراق مین جیسے خیال مفلس کا
گئی ہے فکر پریشان کہان کہان میری

آج کل بیقرار ہین ہم بھی
بیٹھ جا چلنے ہار ہین ہم بھی

آن مین کچھ ہین آن مین کچھ ہین
تحفۂ روزگار ہین ہم بھی

منع گریہ نکر تو اے ناصح
اسمین بے اختیار ہین ہم بھی

میر نام اک جوان سنا ہوگا — اوسی عاشق کے یار ہین ہم بھی

غفلت مین گئی آہ مری ساری جوانی — ای عمر گذشتہ مین تری قدر نہ جانی
اک شخص تہا مجہسا ہی کہ تہا جسپہ یہ عاشق — وہ اوسکی وفا پیشگی وہ اوسکی جوانی

یہہ کہہ کے جو رویا تو لگا کہنے کہ ای میر
سنتا نہین مین ظلم رسیدون کی کہانی

ہر لحظہ خنجر درمیان ہر دم زبان پر زبان — وہ طور وہ اسلوب ہی یہہ عہد یہہ پیمان ہی
عالم مری تقلید سے خواہش تری کرنے لگا — مین تو پشیمان ہو چکا لوگونکو اب ارمان ہی

بس بیقراری ہو چکی گلیون مین خواری ہو چکی
اب پاس کر تو میر کا دو چار دن مہمان ہے

کل بارے ہمسے اوس سے ملاقات ہوگئی — دو دو بچن کے ہونے مین اک بات ہوگئی
کن کن مصیبتون سے ہوئی صبح شام ہجر — سو زلفین ہی بناتے اوسے رات ہوگئی
کتنا خلاف وعدہ ہوا ہوگا وہ کہ یان — نومیدی و امید مساوات ہوگئی

اپنے تو ہونٹھ بھی نہ ہلے اوسکے روبرو
رنجش کی وجہہ میر وہ کیا بات ہوگئی

مت تنجر سے گذر قبر سے ہمارے کہ خاک پر — ہم بھی اک سرو روان کے ناز بردارون مین تھے
دشمنی جانی ہے اتنی جیسے غیرونکے لیے — اک سماں سا ہوگیا وہ بھی کہ ہم یارون مین تھے

مر گئے لیکن نہ دیکھا تو نے اودہر آنکھہ اوٹھا
آہ کیا کیا لوگ ظالم تیرے بیمارون مین تھے

کرو تو کل کہ عاشقی مین نہ یون کرو گے تو کیا کرو گے — الم جو یہہ ہے تو دردمند و کہان تلک تم دوا کرو گے
عدم مین ہمکو یہہ غم رہیگا کہ اورونپر اب ستم رہیگا — تمہین تو لت ہو ستانے ہی کی کسی پہ آخر جفا کرو گے

ولہ

ادہر سے ابر اوٹھہ کر جو گیا ہے
ہمارے خاک پر بھی رو گیا ہے

مصائب اور تھے پر دلکا جانا
عجب اک سانحہ سا ہو گیا ہے

کچھہ آؤ زلف کے کوچہ میں درپیش
مزاج اپنا اودہر اتو گیا ہے

سرہانے میر کے آہستہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

جی ڈہا جائے ہے سحر سے آہ
رات گزریگی کس خرابی سے

کہلنا کم کم کلی نے سیکھا ہے
اوسکی آنکھون کی نیم خوابی سے

کام تھے عشق مین بہت پر میر
ہم ہی فارغ ہوئے شتابی سے

ہوگا ستم و جور سے تیرے ہی کنا یا
وہ شخص جہان شکوۂ ایام کرین گے

آمیزش بیجا ہے تجھے جن سے ہمیشہ
وہ لوگ ہی آخر تجھے بدنام کرینگے

نالو سنے مرے رات کے غافل نہوا کر
اک روز یہہ ہے ولمین ترے کام کرین گے

گر دل ہے یہہ مضطرب الحال تو اے میر
ہم زیر زمین بھی بہت آرام کرین گے

تمہید مثنوی شعلۂ شوق محبت کا بیان

محبت نے ظلمت سے کاڑھا ہی نور
نہوتی محبت نہوتا ظہور

محبت مسبب محبت سبب
محبت سے آتی ہین کار عجب

محبت بن اس جا نہ آیا کوئی
محبت سے خالی نہ پایا کوئی

محبت ہی اس کارخانہ مین ہی
محبت سے سب کچھ زمانہ مین ہی

محبت سے کسکو ہوا ہے فراغ
محبت نے کیا کیا کئی ہین داغ

محبت اگر کار پرداز ہو
دلون کے تئین سوز سے ساز ہو

محبت ہے آب رخ کار دل
محبت ہے گرمی بازار دل

محبت عجب خواب خونریز ہے
محبت بلائے دل آویز ہے

محبت کے آتش سے اخگر ہے دل
محبت نہووے تو پتھر ہے دل

محبت کو ہے اس گلستان مین راہ
کلی کے دل تنگ مین بھی ہے جایگاہ

محبت ہی سے دل کو رو بیٹھیے
محبت مین جی مفت کھو بیٹھیے

محبت لگاتی ہے پانی مین آگ
محبت سے ہے تیغ و گردن مین لاگ

محبت سے ہے انتظام جہان
محبت سے گردش مین ہے آسمان

محبت سے روتے گئے یار خون
محبت سے ہو ہو گیا ہے جنون

محبت سے آتا ہے جو کچھ کہو
محبت سے ہو جو وہ ہرگز نہو

محبت سے پروانہ آتش بجان
محبت سے بلبل ہے گرم فغان

اسی آگ سے شمع کو ہے گداز
اسیکو لیے گل ہے سرگرم ناز

محبت ہی ہے تحت سے تابہ فوق
زمین آسمان سب ہین لبریز شوق

محبت سے یار جیسے ہین رنگ زرد
دلون مین محبت سے اٹھتی ہے درد

گیا قیس ناشاد اس عشق مین
کھپے جان فرہاد اس عشق مین

ہوئی اس سے شیرین کی حالت تباہ
کیا اس سے لیلی نے خیمہ سیاہ

سنا ہوگا وامق پہ جو کچھ ہوا
نل اس عشق مین کسطرح سے موا

جو عذرا پہ گزرا سو مشہور ہے
دمن کا بھی احوال مذکور ہے

ستم اس بلا کے ہی سہتی گئی
سب اس عشق کو عشق کہتے گئے

اسی آتش سے گرمی ہی خورشید مین
یہی ذرہ کی جان نومید مین

اسی سے دل ماہ ہی داغدار
کتان کا جگر ہے سراسر فگار

نئے اسکے چرچے حکایت سُنی
لگے شکر کا ہے شکایت سُنے

اسی سے قیامت ہی ہر جا اور
اسی فتنہ گر کا ہے عالم مین شور

زمانہ مین ایسا نہین تازہ کار
غرض ہے یہ اعجوبۂ روزگار

تمہید قصیدۂ بہاریہ

اوٹھہ گیا بہمن و دی کا چمنستان سے عمل
تیغ اردی نے کیا ملک خزان مستاصل

سجدۂ شکر مین ہر شاخ ثمردار ہر ایک
دیکھکر باغ جہان مین کرم عز و جل

قوت نامیہ لیتی ہے نباتات کا عرض
ڈال سے پات تلک پہول سے لیکر تا پہل

واسطے خلعت نوروز کے ہر باغ کے بیچ
آب جو قطع لگی کرنے روش پر مخمل

بخشتی ہی گل نورستہ کی رنگ آمیزی
پوشش چھینٹ قلمکار سر دشت و جبل

عکس گلبن ہے یہ زمین پر کہ جیسے آگے
کار نقاشی مانی ہے دوم وہ اول

تار بارش مین پروتے ہین گہر ہائے تگرگ
ہار پہنانے کو اشجار کے ہر سو بادل

بار سے آب روان عکس ہجوم گل کے
لوٹی ہے سبزہ پہ از بسکہ ہوا ہی بیکل

شاخ مین گل کے نزاکت ہے یہ پہونچی ہے
شمع سان گرمئ نظارہ سے جاتی ہی پگہل

جوش روئیدگی خاک سے کچھہ دور نہین
شاخ مین گاو زمین کے بہی جو نکلے کونپل

دم عیسی سے فزون فیض ہوا ہی یا تک
دین مین قسم جمادات سے شاید ہو خلل

فکر رہتی ہے مجھے یہہ کہ زبان سے انجم ۔ کہین دعوای خدائی نکرین لات و ہبل
سبز ہوتا ہے فصیحی کے سبب سے ہر بار ۔ جو زبان سے سخن اب طوطی کا آتا ہی نکل
دست گل خوردہ و شاخ گل و گلزار ہم ۔ بجہان نشو و نما کرتے ہین ہین ضرب مثل
غنچے پر کچھہ نہین موقوف عجب فصل ہی یہہ ۔ گل بہم پہونچی ہے عقدہ ہو کسی طرح کا حل

یان سمن رنگ جو رکھتی ہے خزان سے مانا
چاہتی ہے بمساعبت کرے سبزی سے بدل

مثنوی دنیا کی بے ثباتی کا بیان

سنو اے عزیزان ذی ہوش و عقل ۔ کہ اس کاروان گہ سے کرنا ہے نقل
پیمبر ہے شہ ہے کہ درویش ہے ۔ سبھون کو یہی راہ درپیش ہے
کہو گے کہ آگے بہت تھا کوئی ۔ نہین اس سرا بیچ رہتا کوئی
بجا ہے کیا کوس رحلت مدام ۔ کنہون نے نہ سمجھا سُنا یان مقام
یہ بیٹھے جو ہین سامنے ہین کہان ۔ جہان جملہ ہے ایک بزم روان
سبھے دیکھو چلنے کا گرم تلاش ۔ یہہ منزل نہین جائے بود و باش
گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار ۔ تہ خاک سب کا ہے دار القرار
نہ یک بوئے خوش ہی ہوا ہو گئی ۔ وہ رنگینئے باغ کیا ہو گئی
ملے خاک مین جھڑ کے گلہائے تر ۔ پریشان ہوئے مرغ گلشن کے پر
پتنگون نے گر خاک مسکن کیا ۔ چراغون نے بھی خانہ روشن کیا
گئے خاک دامن فشانی کے ساتھ ۔ رہا آب سو بھی روانی کے ساتھ
نہ جدول رہیگی نہ سرو روان ۔ گلستان کو پاوینگے ہو کا مکان

زمین کا رہیگا ہی کیا سب بہاؤ
سکون بیان کا دیکھا سراسر شتاب
جہان ایک ماتم سرا ہے عجب
بھلا جی کے جانے کا کیا ہے بیان
جوانی گئی موسم شیب ہے
ہنسوں کیونکہ ہستی ہیں دندان نما
گیا شور سر سے جھکا ہے بہت
نہ وہ ذائقہ ہے نہ وہ ہی مشام
کریں لمس کیا ہر گھڑی ہے صداع
بلا ارتعاش تن زار ہے
ہوا حافظہ لیک نسیان کا صرف
ہوئے شعر کیا کیا فراموش ہائے
نہ پوچھو لب و لہجہ بے طور ہے
نہیں گور کے کام سے کچھ فراغ
نہ کچھ یون ہی عینک نظر چڑھ گئی
نہ رکھیے جو عینک نہ آوے نظر
رہیں دیکھ بہو حرف زن ہو حریف
صد افسوس لطف سماعت نہیں
شتاب آہ داغ جگر دے گیا
نہ کچھ زور بازو بہت کم ہوا

لپٹ جائینگے آسمان جیسے تاؤ
سے چلے جاتے ہین کوہ جیسے سحاب
نہین جائے باش و رجا ہی عجب
عیان ہے کہ سکتے ہین جانکو سوان
شہود ایک دو روز کو غیب ہے
کہو جلیئے دندان ہے دندان نما
سے گئے واسطہ اب دل رکا ہے بہت
مزا کچھ نہین ہو چکے صبح شام
نہین لذت اکل و شرب و وقاع
ہر اک عضو چلنے کو طیار ہے
نہین یاد آتا ہے دوشینہ حرف
کہون کیا گذرتی ہے خاموش ہائے
سخن کرنیکا ڈھنگ ہی اور ہے
گئے ذوق صحبت کہان ہے دماغ
بصارت کی بیطاقتی بڑھ سے گئے
سکے تو کہ اعمیٰ ہین ہم بے بصر
رہا سننے کو کون نہ ہمیں سنتے لطیف
صدا دور سے جیسے آوے کہین
قد خم زمین کیطرف لیگیا
جھکا سر سو زانو کا ہمدم ہوا

جوانی کی شب کیا بسر ہو گئی
سفید سے مو سے سحر ہو گئی

کہڑے ہون تو تہرا سے زانو و ساق
جبین بیٹھے کیونکر کہ جینا ہے شاق

جو یون پاؤن چلتے بچلتے رہے
تو دیکہو گے ہم یان سے چلتے رہے

اگر ضعف سے چپ ہی رہتے ہین ہم
یہہ سوچو تو کیا کیا نہ کہتے ہین ہم

رکھے ہین نہین اپنے تک پاؤ دست
کیا خاک مین مجکو پیری نے پست

جو بازو ہین اپنے سو بازو نہین
اگر منہہ کو دیکہو تو وہ رو نہین

بدن کی ہوئی سیدھی صورت ہی اور
دے آنکہین نہین ہین نہ چتونکے طور

جسد ناتوان جا سے مہان تنگ
سخن منہہ پہ آوے سو واہی بے رنگ

لبون پر نہایت ضعیف ایک آہ
در و بام پر حسرت سے نگاہ

شکن جلد مین دلکو پژمردگی
غریزی حرارت مین افسردگی

برودت بہت جسم مین آگئی
مزاجی ستھے گرمی سو ٹھنڈا گئی

چہرکتا رہون منہ پہ مین آب کاش
کہ ہوتا رہے روح کا انتعاش

وگرنہ دیا سا بجہا جائے ہے
بسیرا دو تہ بیٹھون تو جی چلا جائے ہے

سیہ روئے شیب اک ستم کر گیا
لکھون کیا کہ مین جیتے جی مر گیا

قلم رکھ دے کر میر ختم کلام
تمام اپنی صحبت ہوئی والسلام

ختم الطبع ۱۶۳۱۷

الحمد للہ کہ یہہ سحر اعجاز تصویر ادا اور افسون جادو تقریر منتخبات جناب میر تقی میر جنکے شاگرد یکتا ہر ایک کمال مین بہرتا ہی اور تمام ہندوستان مین استاد یکتا سکہ بیٹھا ہی محمد تیغ بہادر کے
اہتمام سے مطبع انوار محمدی مین چہپکر تیار ہوا